امام احمد رضا

اور

دارالعلوم منظر اسلام

بسلسلہ صد 100 سالہ تقریبات دارالعلوم منظر اسلام

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(ایم اے۔ پی ایچ ڈی)

100

ادارہ مظہر اسلام ○ لاہور

﴾ ماہ و سال ﴿ حیات امام احمد رضا علیه الرحمة

﴾ مرتب : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، کراچی ﴿

۱	ولادت باسعادت	۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء
۲	ختم قرآن کریم	۱۲۷۲ھ / ۱۸۶۰ھ
۳	پہلی تقریر	ربیع الاول ۱۲۷۸ھ / ۱۸۶۱ء
٤	پہلی عربی تصنیف	۱۲۸۵ھ / ۱۸۶۸ء
۵	دستار فضیلت	شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء۔ بعمر تیرہ سال دس ماہ پانچ دن
٦	آغاز فتویٰ نویسی	۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء
۷	آغاز درس و تدریس	۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء
۸	ازدواجی زندگی	۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء
۹	فرزند اکبر مولانا محمد حامد رضا کی خاں کی ولادت	ربیع الاول ۱۲۹۳ھ / ۱۸۷۵ء
۱۰	فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت	۱۲۹۳ھ / ۱۸۷٦ء
۱۱	بیعت و خلافت	۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء
۱۲	پہلی اُردو تصنیف	۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء
۱۳	پہلا حج اور زیارت حرمین شریفین	۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء
۱٤	شیخ احمد بن زین بن دحلان مکی سے اجازت احادیث	۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء
۱۵	مفتی مکہ شیخ عبدالرحمٰن السراج سے اجازت حدیث	۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء
۱٦	شیخ عابد السندی کے تلمیذ رشید امام کعبہ شیخ حسین بن صالح اللیل مکی سے اجازت حدیث	۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء
۱۷	احمد رضا کی پیشانی میں شیخ موصوف کا مشاہدہ انوار الٰہیہ	۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء
۱۸	مسجد خیف (مکہ معظمہ) میں بشارت مغفرت	۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء
۱۹	زمانہ حال کے یہود و نصاریٰ کی عورتوں سے نکاح کے عدم جواز کا فتویٰ	۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء
۲۰	تحریک ترک گاؤ کشی کا سد باب	۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۱ء

۲۱	پہلی فارسی تصنیف	۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء
۲۲	اردو شاعری کا سنگھار 'قصیدہ معراجیہ' کی تصنیف	قبل ۱۳۰۳ھ/۱۸۸۵ء
۲۳	فرزند اصغر مفتی اعظم ہند محمد مصطفٰی رضا خاں کی ولادت	۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/۱۸۹۲ء
۲۴	ندوۃ العلماء کے جلسہ تاسیس (کانپور) میں شرکت	۱۳۱۱ھ/۱۸۹۳ء
۲۵	تحریک ندوہ سے علیحدگی	۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء
۲۶	مقابر پر عورتوں کے جانے کی ممانعت میں فاضلانہ تحقیق	۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء
۲۷	قصیدہ عربیہ 'آمال الابرار وآلام الاشرار' کی تصنیف	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۲۸	ندوۃ العلماء کے خلاف ہفت روزہ اجلاس پٹنہ میں شرکت	رجب ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۲۹	علماء ہند کی طرف سے خطاب 'مجدد مائۃ حاضرہ'	۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء
۳۰	تاسیس دار العلوم منظر اسلام بریلی	۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء
۳۱	دوسرا حج اور زیارت حرمین طیبین	۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء
۳۲	امام کعبہ شیخ عبداللہ میرداد اور ان کے استاذ شیخ حامد احمد محمد جدادی مکی کا مشترکہ استفتاء اور احمد رضا کا فاضلانہ جواب	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۳۳	علماء مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے نام سندات اجازت وخلافت	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۳۴	کراچی آمد اور مولانا عبدالکریم درس سندھی سے ملاقات	۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء
۳۵	احمد رضا کے عربی فتوے کو حافظ کتب الحرم سیّد اسمٰعیل خلیل مکی کا زبردست خراج عقیدت	۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء
۳۶	شیخ ہدایت اللہ بن محمد بن محمد سعید السندی مہاجر مدنی کا اعتراف مجددیت	۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۳۷	قرآن کریم کا اردو ترجمہ 'کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'	۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۳۸	شیخ موسیٰ علی الشامی الازہری کی طرف سے خطاب 'امام الائمہ المجدد الھندہ الامہ'	یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۳۹	حافظ کتب الحرم سیّد اسمٰعیل خلیل مکی کی طرف سے خطاب 'خاتم الفقہاء والمحدثین'	۱۳۳۰ھ/۱۹۱۲ء
۴۰	علم المربعات میں ڈاکٹر سر ضیاء الدین کے مطبوعہ سوال کا فاضلانہ جواب	قبل ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۳ء

٤١	ملت اسلامیہ کیلئے اصلاحی اور انقلابی پروگرام کا اعلان	۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
٤٢	بہاولپور ہائی کورٹ کے جسٹس محمد دین کا استفتاء اور اس کا فاضلانہ جواب	۲۳ رمضان المبارک ۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
٤٣	مسجد کانپور کے قضیئے پر برطانوی حکومت سے معاہدہ کرنے والوں کے خلاف ناقدانہ رسالہ	۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۳ء
٤٤	ڈاکٹر سر ضیاء الدین (وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ) کی آمد اور استفادہ علمی	مابین ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء اور (۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء)
٤٥	انگریزی عدالت میں جانے سے انکار اور حاضری سے استثناء	۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء
٤٦	صدر الصدور صوبہ جات دکن کے نام ارشاد نامہ	۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء
٤٧	تاسیس جماعت رضائے مصطفیٰ، بریلی	تقریباً ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء
٤٨	سجدہ تعظیمی کی حرمت پر فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۷ھ / ۱۹۱۸ء
٤٩	امریکی ہیأۃ داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو شکست فاش	۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء
٥٠	آئزک نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات کے خلاف فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
٥١	ردّ حرکت زمین پر ۱۰۵ دلائل اور فاضلانہ تحقیق	۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
٥٢	فلاسفہ قدیمہ کا رد بلیغ	۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۰ء
٥٣	دو قومی نظریہ پر حرف آخر	۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
٥٤	تحریک خلافت کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
٥٥	تحریک ترک موالات کا افشائے راز	۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
٥٦	انگریزوں کی معاونت اور حمایت کے الزام کے خلاف تاریخی بیان	۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۱ء
٥٧	وصال پُر ملال	۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء
٥٨	مدیر 'پیسہ اخبار' لاہور کا تعزیتی نوٹ	یکم ربیع الاوّل ۱۳۴۰ھ
٥٩	سندھ کے ادیب شہیر سرشار عقیلی کا تعزیتی مقالہ	۱۳۴۱ھ / ستمبر ۱۹۲۲ء
٦٠	بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس ڈی۔ ایف۔ ملا کا خراج عقیدت	۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء
٦١	شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال کا خراج عقیدت	۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۲ء

امام احمد رضا اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا، جو کچھ اُتارا گیا ہے وہ دوسروں تک پہنچا دیں۔

ہاں جو کچھ اتارا گیا تھا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ اس میں منقولات بھی ہیں، اس میں معقولات بھی ہیں۔

تبلیغ واشاعت کا ذریعہ تقریر بھی ہے، تحریر بھی ہے، دونوں سنت ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۲۱ء) نے تحریر کو اپنا مؤثر ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا۔ ان کی شان کیا بیان کی جائے، منقولات میں عرب وعجم کے علماء ومشائخ نے خوب داد دی اور معقولات میں دورِ جدید کے سائنسدانوں نے خوب سراہا۔

مثالی دارالعلوم کے بانی

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے تحریر کے ساتھ ساتھ کچھ عرصہ تدریس کو بھی ذریعہ تعلیم و تبلیغ بنایا۔ وہ دارالعلوم منظر اسلام کے بانی تھے، انہوں نے یہ دارالعلوم اس وقت قائم کیا جب دشمن اسلام حاکموں نے سنی مسلمانوں کیلئے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔

یہ مدرسہ بعض حیثیات سے نہایت ممتاز تھا:۔

☆ پہلی بات تو یہ کہ اس میں ایسا فاضل جلیل درس دیتا تھا جس کی نظیر عالم اسلام میں نہ تھی۔

☆ دوسری بات یہ کہ یہاں کے طلبہ جو پاک و ہند کے گوشے گوشے اور بیرون ملک سے آتے تھے، دوسرے مدارس کے طلباء کی طرح صرف زکوٰۃ وخیرات پر نہیں پلتے تھے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ اپنی جیب خاص سے ان کیلئے اہتمام کرتے۔

(اجالا، ص ۴۵ مطبوعہ لاہور)

ایک مثالی دینی مدرسے کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ

☆ اس میں اخلاص ہو۔

☆ وہ فکرِ صحیح کا مالک ہو۔

☆ تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں۔

جب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی حیات و تعلیمات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو ان کے ہاں یہ ساری خوبیاں نظر آتی ہیں اور دل گواہی دیتا ہے کہ کسی بھی مثالی دینی ادارے کا بانی ہو تو ایسا ہو۔

تبلیغ و اشاعت دین

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے عہد میں غیر منقسم ہندوستان کے طول و عرض میں بعض مقررین اور واعظین آپ سے نسبت ظاہر کر کے تقریروں کے معاوضے لیتے تھے اور چندے مانگتے تھے۔ جب آپ کے علم میں یہ بات آئی تو آپ نے فوراً اپنے دستخط خاص سے ایک بیان جاری فرمایا جس میں اشاعت دین متین کیلئے اپنے مؤقف و مسلک کی یوں وضاحت فرمائی:۔

"یہاں بحمداللہ نہ کبھی خدمت دینی کو کسب معیشت کا ذریعہ بنایا گیا، نہ احباب علمائے شریعت یا برادران طریقت کو ایسی ہدایت کی گئی، بلکہ تاکید اور سخت تاکید کی جاتی ہے کہ دستِ سوال دراز کرنا تو درکنار اشاعت دین اور حمایت سنت میں جلب منفعت مالی کا خیال دل میں بھی نہ لائیں کہ ان کی خدمت خالصتاً لوجہ اللہ ہو۔" (ماہنامہ رضا، بریلی شریف، شمارہ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ)

اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پیکر اخلاص و ایثار تھے۔ لینا تو درکنار مالی منفعت کا خیال بھی گوارہ نہ تھا۔

فکرِ صحیح کے مالک

جہاں تک فکرِ صحیح کا تعلق ہے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ کے افکار حق کا معیار تھے۔ انہوں نے اپنے مریدوں اور مخلصوں کو فکر پریشاں کے حامل افراد سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ اپنے مرید خاص کو اپنے دستخط سے جو شجرہ شریف جاری فرمایا اس میں ضروری ہدایات کے تحت تحریر فرماتے ہیں، مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علمائے حرمین شریفین (بہ زمانہ ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۲ء) سنیوں کے جتنے مخالف ہیں (مثلاً وہابی، رافضی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم) سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں۔ نہ ان کی بات سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ وسوسہ ڈالتے کوئی دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے گا۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہیں، ان کی حفاظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض (ہے)۔ مال اور دنیا کی عزت، دنیا کی زندگی، دنیا ہی تک ہے۔ دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑنا ہے ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

مندرجہ بالا بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فکر صحیح کے مالک تھے، مالک ہی نہیں بلکہ محافظ اور داعی تھے۔ دورِ جدید کے دانشور شاید اس بیان کو روشن خیالی کے منافی اور تنگ نظری پر محمول فرمائیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس بیان میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے جن فرقوں کا ذکر فرمایا ہے یہ سب کے سب نصاریٰ کے سہاروں سے پلتے ہیں اور پل رہے ہیں۔ انقلاب ۱۸۵۷ء نے اہل سنت و جماعت کی کمر توڑ دی تھی۔ لیکن پھر بھی انہوں نے نہ کسی دشمن اسلام سے مدد چاہی اور نہ کسی دشمن اسلام نے ان کو مدد دی جبکہ ان فرقوں نے نصاریٰ کی پوری پوری مدد کی۔ انہی کی اندرونِ خانہ مدد سے مٹھی بھر نصاریٰ ہندوستان کی وسیع و عریض زمین پر قابض ہوئے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کو بیان نہیں کیا جاتا بلکہ چھپایا جاتا ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ چونکہ یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین سے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے بیزار تھے، اس لئے وہ ہر اس فرد یا جماعت سے بیزار تھے جس نے کسی نہ کسی طرح یہود و ہنود اور نصاریٰ کی مدد کی تھی اور جو سلف صالحین کے راستے سے دُور جا رہا تھا اور دور لے جا رہا تھا۔ افسوس! جو بیزار تھا اس کو تاریخ میں نصاریٰ کا محبوب بنا کر دِکھایا اور جو نصاریٰ کا محبوب تھا اس کو نصاریٰ سے بیزار بنا کر دکھایا گیا تاکہ عیب چھپا رہے اور وہ ملامت خلق سے محفوظ رہے۔

راقم نے یہ سارے حقائق اپنی کتاب 'گناہ بے گناہی' میں بیان کئے ہیں جس کے کئی اُردو، انگریزی ایڈیشن ہندوستان، پاکستان اور افریقہ وغیرہ سے شائع ہو چکے ہیں۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات

جیسا کہ عرض کیا گیا کہ کسی بھی دینی مدرسے کے بانی کیلئے ضروری ہے کہ اخلاص وفکر صحیح کے ساتھ ساتھ تعلیم کے بارے میں اس کے نظریات واضح اور مفید ہوں۔ اس پہلو سے جب ہم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے تعلیمی نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ایک بے مثال ماہر تعلیم نظر آتے ہیں۔ یہاں چند نکات پیش کیے جاتے ہیں:۔

اسلامی تصور...... اسلام کی تعلیم کو بنیادی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ تعلیم کا محور دین اسلام ہونا چاہئے کیونکہ ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے اور اس کا دین کیا ہے؟

مقصدیت...... بنیادی مقصد خدا رسی اور رسول شناسی ہونا چاہئے تا کہ ایک عالمگیر فکر اُبھر کر سامنے آئے۔ سائنس اور مفید علوم عقلیہ کی تحصیل میں مضائقہ نہیں مگر ہیئت اشیاء سے زیادہ خالق اشیاء کی معرفت ضروری ہے۔

اولیت...... ابتدائی سطح پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وعظمت کا نقش طالبِ علم کے دل پر بٹھا دیا جائے کہ اس وقت کا بتایا ہوا پتھر کی لکیر ہوتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے ساتھ ساتھ آل واصحاب اور اولیاء وصلحاء کی محبت وعظمت کے نقوش بھی قائم کر دیئے جائیں۔

صداقت...... جو کچھ پڑھایا جائے وہ حقائق پر مبنی ہو، جھوٹی باتیں انسانی فطرت پر برا اثر ڈالتی ہیں۔ جس طرح جسم کیلئے صحیح غذا ضروری ہے، اسی طرح ذہن اور دماغ کیلئے بھی صحیح غذا ضروری ہے۔ فکری صحت اسی سے وابستہ ہے۔

افادیت...... انہی علوم کی تعلیم دی جائے جو دین ودنیا میں کام آئیں، غیر مفید اور غیر ضروری علوم کو نصاب سے خارج کر دیا جائے۔ اس سے افراد کی توانائی، مال اور عمر تینوں ضائع ہوتے ہیں۔

للّٰہیت...... اساتذہ کیلئے لازم ہے کہ ان کے دل میں اخلاص ومحبت اور قومی تعمیر کی لگن ہو۔ وہ علم کو کھانے کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں بلکہ طلبہ کیلئے ایک اعلیٰ نمونہ ہوں۔

حمیت وغیرت...... طلبہ میں خودشناسی اور خودداری کا جوہر پیدا کیا جائے تا کہ وہ دستِ سوال دراز کرنے کے عادی نہ ہو جائیں اور اپنا یہ جوہر کھو کر معاشرے کیلئے ایک بوجھ اور اسلام کیلئے ایک داغ نہ بن جائیں۔

حرمت...... طلبہ کے دل میں تعلیم اور متعلقات تعلیم کا احترام پیدا کیا جائے۔

صحبت...... طالبِ علم کو بری صحبت سے بچایا جائے کہ یہی عمر بننے اور بگڑنے کی ہوتی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ مفید کھیل اور سیر و تفریح کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں تا کہ طالبِ علم کی طبیعت میں نشاط وانبساط پیدا ہو، اور وہ مسلسل تحصیل علم سے اُکتا نہ جائے۔

سکینت...... امام احمد رضا علیہ الرحمۃ سکینت پر زور دیتے ہیں یعنی تعلیمی ادارے کا ماحول پُر سکون اور پروقار ہونا چاہئے تا کہ طالبِ علم کے دل میں وحشت اور انتشار فکر نہ ہو۔

مندرجہ بالا نکات سے اندازہ ہوتا ہے امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ تعلیم وتعلم کے نشیب وفراز سے اچھی طرح باخبر تھے۔ ان نکات کی روشنی میں جب ہم اپنے جدید تعلیمی اداروں کے نصاب، تعلیمی ماحول اور طالبِ علم کی نفسیات دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ ترقی کے دعوے داروں نے کیا کیا اور خلوت نشیں ایک بزرگ نے کیا کہا اور کیا کیا۔ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے۔ حقیقت میں وہی سب کچھ ہیں۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم جب ریاضی کے ایک مسئلے میں اُلجھے تو پروفیسر سیّد سلیمان اشرف بہاری نے ان کو مشورہ دیا کہ اس الجھن کو سلجھانے کیلئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ سے رجوع کریں تو ڈاکٹر سر ضیاء الدین حیران رہ گئے کہ ایک گوشہ نشین عالم کیا بتائے گا؟ لیکن جب وہ حاضر ہوئے اور وہ مسئلہ سامنے رکھا گیا تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے چند لمحوں میں حل کر کے رکھ دیا اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین حیران رہ گئے اور چلتے وقت سیّد سلیمان اشرف بہاری سے فرمایا کہ یہ شخص 'نوبل پرائز' کا مستحق ہے۔ یہ کسبی علم نہیں ہے یہ تو وہبی علم ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جن کو لوگ کچھ نہیں سمجھتے وہی سب کچھ ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ جیسے ماہر تعلیم نے ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں دار العلوم منظر اسلام، بریلی شریف میں قائم کیا اور شان اخلاص یہ کہ پہلے سال کے تمام اخراجات اپنی جیب خاص سے عنایت فرمائے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ تیرہ برس دس مہینے چار دن میں درس سے فارغ ہوئے (یعنی تقریباً ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۰ء میں) اور چند سال طلبہ کو پڑھایا۔ (الکلمۃ الملہمہ، مطبوعہ دہلی ۱۹۷۶ء، ص ۶)

حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے فرمایا، اعلیٰ حضرت نے زمانہ طالب علمی میں طلبہ کو پڑھایا۔

(سلامت اللہ لاہل السنہ، ص ۵۴، مطبوعہ بریلی ۱۳۳۲ھ)

ان دونوں بیانوں میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ۱۲۸۶ھ / ۱۸۷۰ء میں فارغ ہونے کے بعد گھر ہی پر چند سال طلبہ کو پڑھایا۔ کیونکہ منظر اسلام تو بہت بعد میں ۱۹۰۴ء میں قائم ہوا پھر کچھ عرصہ منظر اسلام میں بھی پڑھایا ہو، بعد میں گوناگوں علمی مصروفیات کی وجہ سے گھر پر صرف مخصوص طلبہ کو مخصوص علوم وفنون کا درس دیتے رہے۔

بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ

☆ دار العلوم منظر اسلام کے بانی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ تھے۔

☆ مہتمم حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ اور

☆ منتظم امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمۃ (ابراہیم خوشتر صدیقی، علامہ تذکرۂ جمیل، ص ۱۷۹ مطبوعہ دہلی)

☆ حجۃ الاسلام مہتمم بھی تھے اور شیخ الحدیث بھی۔ منقولات اور معقولات کی اعلیٰ درجے کی کتابیں پڑھاتے تھے۔ اس کا اندازہ 'الدولۃ المکیہ' (۱۹۰۵ء) اور 'الاجازۃ المتینہ' (۱۹۰۶ء) کے اُردو ترجمے اور دوسری عربی اور اردو تحریروں سے ہوتا ہے۔ حجۃ الاسلام نے دار العلوم منظر اسلام کو خوب ترقی دی، چنانچہ جب مولانا سلامت اللہ نقشبندی مجددی (م ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء) نے دار العلوم منظر اسلام کا معائنہ فرمایا تو اپنی رپورٹ میں لکھا: 'جس کی نظیر اقلیم ہند میں نہیں'۔ (ایضاً)

دارالعلوم منظر اسلام کا جلسہ تقسیم اسناد

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے وصال کے ایک عرصے بعد جب شعبان المعظم ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۴ء میں جلسہ تقسیم اسناد ہوا تو اس میں عمائدین ہند کے علاوہ درگاہ اجمیر شریف کے دیوان سیّد آلِ رسول علی خاں علیہ الرحمۃ اور علی پور سیداں (پنجاب، پاکستان) کے مشہور و معروف شیخ وقت حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ نقشبندی مجددی محدث علی پوری خصوصی مہمانوں کی حیثیت سے شریک ہوئے۔

تعلیم کے اہداف

تعلیم کے جزوی طور پر ایک ہدف نہیں کئی اہداف ہو سکتے ہیں مگر مجموعی طور پر ایک ہدف ہونا چاہئے تا کہ ملت کے فکر و عمل کی تعمیر ہو۔

الحمدللہ! دارالعلوم منظر اسلام کو قائم ہوئے آج ایک صدی گزر چکی ہے، لیکن روزِ اوّل جس فکر کی داغ بیل ڈالی گئی تھی آج وہی فکر پھل پھول کر سارے عالم میں پھیل رہی ہے۔

جس کا خاص امتیاز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت، دشمنان اسلام اور گستاخان رسول سے شدید نفرت و عداوت ہے۔

اس میں شک نہیں کوئی دشمن رسول اور کوئی گستاخِ رسول محبت و احترام کے لائق نہیں، ہاں ہدایت و نصیحت کی نیت سے شفقت و مہربانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

علمائے حق اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اس سنت کو نہیں چھوڑا اور اپنی شفقت سے لاکھوں گمراہوں کو ہدایت کی راہ دکھائی۔

کسی بھی دارالعلوم کی تعمیر و تشکیل کیلئے:

☆ توکّل بھی ضروری ہے۔

☆ استاد بھی ضروری ہے۔

☆ طالبِ علم بھی ضروری ہے۔

☆ نصاب بھی ضروری ہے اور

☆ فنڈ بھی ضروری ہے۔

دورِ جدید کے مدارس میں ان ضرورتوں کو معکوس کر دیا گیا ہے۔ توکل کا نام و نشاں نہ رہا، استاد کی قدر و قیمت گھٹ رہی ہے، طالبِ علم کا کوئی پرسان حال نہیں، نصاب کی کوئی پرواہ نہیں، عمارت کی تھوڑی بہت پرواہ ہے، سارا زور فنڈ کی فراہمی اور اسراف و تبذیر پر ہے۔ اس میں شک نہیں دارالعلوم کی روح استاد ہے، استاد اچھا ہے تو سب کچھ اچھا ہے۔ نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مگر استاد کی بات استاد ہی کے ساتھ ہے۔ دارالعلوم منظر اسلام کے اساتذہ میں ایک سے ایک اعلیٰ استاد نظر آتا ہے۔

طلبہ کی تربیت و کردار کی تعمیر

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے اپنے طلبہ کو بے پناہ شفقت دی، حوصلہ دیا، ہمت دی، مر مٹنے کا جذبہ عطا فرمایا، احساس کمتری میں مبتلا نہ ہونے دیا، طلبہ پر وہ مہربانیاں کہ باید و شاید۔ کیلیفورنیا یونیورسٹی، امریکہ کی ایک فاضلہ نے لکھا ہے کہ احمد رضا عید، بقرعید پر طلباء کیلئے نئے نئے کھانے پکواتے، ان کے دل پسند اور مرغوب کھانے، کھلا کھلا کر خوش ہوتے تھے۔

وہ اپنے طلباء کو یتیموں کی طرح نہیں پالتے تھے، بلکہ بیٹوں کی طرح ان کی پرورش کرتے تھے۔ (اجالا، ص ۴۵ مطبوعہ لاہور)

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے طلبہ کو وہ کچھ دیا جو ایک نہایت مشفق و مہربان باپ اپنی اولاد کو یاد کرتا ہے۔ انہوں نے طلبہ کی تربیت فرمائی اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، رہنے سہنے، بولنے چالنے اور لکھنے پڑھنے کا سلیقہ سکھایا، مہذب و شائستہ بنایا۔ دورِ جدید میں اکثر جدید و قدیم مدارس میں تربیت مفقود ہے، حرص و آز، حاضر و موجود، تربیت ہو تو کیونکر ہو، تعلیم ہو تو کیونکر ہو؟ تعلیم و تربیت خلوص کے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں، امن دیا، خلوص دیا، سب کچھ دیا۔

وقت کی قدر و منزلت

طالبِ علم و استاد کیلئے سب سے بڑی بات وقت کی قدر و منزلت کی ہے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے ایک لمحہ ضائع نہ کیا اور ایک عجب سبق سکھایا۔ ہم وقت بھی ضائع کرتے ہیں اور روپیہ پیسہ بھی ضائع کرتے ہیں اس لئے محتاج رہتے ہیں، فکر بھی مانگنے کا، روپے پیسے بھی مانگے کے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے شریعت کی پابندی اور وقت کی قدر و منزلت کا جو سبق سکھایا ہے اس پر عمل کیا جائے تو حکومتیں بن جائیں اور سلطنتیں سنور جائیں۔

آمدن و خرچ کے معاملے میں کمال احتیاط

روپے پیسے کے معاملے میں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نہایت ہی محتاط تھے۔ خواہ وہ پیسہ بصورت نذر آتا، خواہ چندے کی صورت میں آتا امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے کبھی نذر نہ مانگی کہ نذر خود پیش کی جاتی ہے، مانگی نہیں جاتی۔ جو مانگی جائے، جس کی آرزو رکھی جائے، وہ نذر نہیں بھیک ہے یا مزدوری و جرمانہ۔ کوئی از خود نذر دیتا تو قبول کر لیتے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نذر قبول کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ مگر جب نذر معاوضے کے طور پر دی جاتی فوراً لوٹا دیتے کہ حضرات انبیاء اور اہل اللہ نے دین کی خدمت کیلئے کبھی مزدوری نہیں لی اور ہاں نذر کا یہ پیسہ کبھی ذات یا اہل خانہ پر صَرف نہ کیا۔ یہ پیسہ دوسرے دینی کاموں میں لگا دیا جاتا۔ اللہ رے احتیاط!

یہی حال چندے کا تھا۔ دار العلوم منظر اسلام کا جس زمانے میں وہ خود مہتمم تھے، چندہ ان کے نام سے آتا، ایک ایک پائی کا حساب رکھا جاتا، جب کثرت کار کی وجہ سے دار العلوم کا اہتمام مشکل ہو گیا تو اپنے بیٹے مولانا محمد حامد رضا خاں کو مہتمم بنایا جو ایک جلیل القدر عالم اور عارف کامل تھے۔ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے یہ گوارا نہ کیا کہ وہ مہتمم بنے رہیں، چندہ ان کے نام سے آتا رہے اور اہتمام کوئی اور کرے۔ جب تک وہ خود پیسے کی دیکھ بھال کرتے رہے، چندے کی ذمہ داری اُٹھائی۔ جب مجبور و مصروف ہو گئے تو یہ ذمہ داری اپنے صاحبزادے کو سونپ دی۔ (اجالا، ص ۵۰، ۵۱ مطبوعہ لاہور)

فرش و فروش سنّت ہے

دورِ جدید کا مزاج اسراف پسند ہے بلکہ تبذیر پسند۔ اس کو شاندار عمارتیں اچھی لگتی ہیں، وہ اسی کو سب کچھ سمجھتا ہے۔ حالانکہ ہماری تاریخ جس پر ہمیں بجا طور پر فخر ہے چراغ کی روشنی میں فرش پر بنی ہے۔ فرش کو عالی نسبتیں حاصل ہیں۔ راقم نے ہمیشہ فرش ہی کو باعثِ فخر جانا اور اسی پر تمام علمی کام کیے اور کر رہا ہے۔

دارالعلوم منظر اسلام کی شاندار عمارت نہ سہی، فرنیچر و شاندار فرش و فروش نہ سہی، مگر جو کام ہو رہا ہے وہ شاندار ضرور ہے، اس کا ایک مزاج ہے۔ ایک صدی گزر جانے کے بعد وہ مزاج نہیں بدلا، اس سے استقامت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ ایمان دے رہا ہے، وہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحفے تقسیم کر رہا ہے، یہ بانی کی کرامت ہے، یہ مہتممین اور منتظمین کی مسلسل جد و جہد کا نتیجہ ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ، حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ، مفسر قرآن حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں علیہ الرحمۃ، حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ارواح پاک پر ہزاروں لاکھوں سلام ہوں۔

مولائے کریم حضرت علامہ محمد سبحان رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ کا ظل ہمایونی قائم و دائم رکھے، ان کا علمی اور روحانی فیض جاری و ساری رہے اور دارالعلوم منظر اسلام شب و روز آپ کی سرپرستی میں ترقی کرتا رہے۔ آمین ثم آمین

ہر لحظہ نیا طور نئی برق تجلی — اللہ کرے مرحلۂ شوق نہ ہو طے

محررہ ۱۲/ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ ...... ۱۷/ اپریل ۲۰۰۱ء

احقر

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

کراچی

مسلمان اپنی حالت زار کیسے سدھاریں

آج سے تقریباً ۹۰ سال قبل امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس سوال کے جواب میں کہ فی زمانہ مسلمان اپنی حالت کیسے سدھاریں اور فرنگیوں اور کافروں کی چیرہ دستیوں سے خود کو کیسے محفوظ رکھ سکیں' ایک اہم لائحہ عمل پیش کیا تھا اور فرمایا تھا کہ مسلمان اگر اس پروگرام پر خلوص نیت اور ملی یگانگت کے ساتھ عمل پیرا ہو جائیں تو اِن شاءَ اللہ اُن کے حالات سدھر جائیں گے اور وہ سیاسی و معاشی طور پر ایک مستحکم قوم بن کر اُبھریں گے۔ اس لائحہ عمل کے اہم نکات یہ ہیں:۔

☆ مسلمان اپنے آپس کے تمام تنازعات ایک پنچایتی نظام کے تحت خود طے کریں، ہنود و نصاریٰ سے نہ کوئی مدد لیں اور نہ ان کو اپنے آپس کے معاملات میں مداخلت کا موقع دیں۔

☆ مسلمان کفایت شعاری اور بچت کی عادت کو اپنا کر اپنا قومی سرمایہ بڑھائیں اور صنعت و حرفت اور تجارت میں سرمایہ کاری کے ذریعہ اپنی اقتصادی خوشحالی میں اضافہ کریں۔

☆ تمام مسلمان مل کر اپنی صنعت و حرفت اور تجارت کے فروغ کیلئے ایک مشترکہ منڈی بنائیں تاکہ مسلمان ایک دوسرے کے وسائل سے بھرپور طور پر استفادہ کر سکیں۔

☆ یہود و نصاریٰ کے وضع کردہ بینکنگ سسٹم میں اپنا پیسہ لگانے کی بجائے مسلمان اسلامی طرز پر اپنا علیحدہ بینکنگ سسٹم قائم کریں تاکہ غیر قوموں کے اقتصادی غلبہ سے آزادی ملے۔

☆ مسلمان تعلیم کے فروغ پر خصوصی توجہ دیں لیکن علم دین لازمی طور پر حاصل کریں تاکہ دنیوی علوم اسلام کے فروغ اور مسلمانوں کی من حیث القوم ترقی مسلم امہ کی قوت و طاقت بڑھانے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

☆ صاحب استطاعت مسلمان فرنگیوں اور کافروں کے خلاف جہاد میں دامے، درمے، قدمے، سخنے جس طرح ممکن ہو حصہ لیں اور سلطنت اسلامی کی ہر طرح اعانت و معاونت ان پر فرض ہے۔

☆ .... ☆